رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ ’’الفضل قادیان‘‘

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | مورخہ ۲۳ صفر ۱۳۵۵ھ | یوم جمعہ | مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۶۴

قیامِ امن کے متعلق حکومتِ بمبئی کی قابلِ تعریف کوشش

پچھلے دنوں بمبئی میں ایک احمدی بچے کے فوت ہونے پر بعض فتنہ پرداز اور شوریدہ سر لوگوں نے وہاں کے نہایت ہی قلیل التعداد احمدیوں پر جو ظلم وستم کئے۔ اور جن کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ان کا کسی قدر ذکر ’’الفضل‘‘ میں کیا جا چکا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ حصہ اخبار ’’ہلال‘‘ اور اس کے ایڈیٹر حافظ علی بہادر خاں صاحب کا ہے۔ جنہوں نے ایک طرف تو ادنےٰ طبقہ کے مسلمانوں کو صریح غلط بیانیوں سے مشتعل کر کے اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ سرکاری طور پر تمام مسلمانوں کے لئے جو قبرستان مقرر ہے۔ اس میں احمدی بچہ کو نہ دفن ہونے دیا جائے۔ چنانچہ وہ مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ اور آخر حکام کو اس بچہ کی لاش ایک اور جگہ دفن کرنے کا انتظام کرنا پڑا۔ اور دوسری طرف اپنے اخبار میں بمبئی کے احمدیوں کے خلاف فتنہ انگیزی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز مضامین تو شائع کئے ہی جاتے تھے۔ مزید برآں شرارت یہ کی گئی۔ کہ وہاں کے احمدیوں کے نام اور پتے ہی نہیں۔ بلکہ عورتوں اور بچوں کے نام شائع کئے گئے۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ ان کے فوٹو بھی شائع کئے جائیں گے۔ ایسے وقت میں جبکہ عوام الناس میں احمدیوں کے خلاف نفرت وحقارت کے خطرناک جذبات پیدا کر دیئے گئے۔ ان سے لین دین اور بول چال ممنوع قرار دے دی گئی۔ ان پر طرح طرح کے گندے اور ناپاک الزامات لگائے گئے۔ ان کے نام اور پتے شائع کرنے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ امن شکن اور فتنہ پرداز لوگ ان کو جانی اور مالی نقصان پہونچائیں۔ ان پر تشدد کریں۔ اور ان کے لئے چلنا پھرنا بند کر دیں۔ پھر فوٹو شائع کرنے کے اعلان نے تو مدیر ’’ہلال‘‘ کے شرمناک ارادوں کو بالکل واضح کر دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ رونما ہوا۔ کہ بمبئی کے احمدی بے دریغ ظلم وستم کا نشانہ بنائے جانے لگے۔ ان کے کاروبار میں روکاوٹیں ڈالی گئیں۔ اور ڈالی جا رہی ہیں۔ راستہ چلتے ان پر حملے کئے جاتے اور گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور ہر رنگ میں انہیں تنگ کیا جا رہا ہے۔

چونکہ اس ساری شرارت کا سب سے بڑا بانی اخبار ’’ہلال‘‘ اور اس کے ایڈیٹر صاحب ہیں۔ اور یہ بات حکومت بمبئی پر بھی واضح ہو چکی ہے۔ اس لئے اس نے تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ اس کا موجب وہ مضامین ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے خلاف لکھے گئے۔ اور جن سے دو فرقوں میں منافرت پھیل گئی ہے۔

’’ہلال‘‘ نے اس پر لکھا ہے۔ کہ وہ اس حادثہ کے باوجود بھی جاری رہے گا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اس ضمانت کی ادائگی اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ جن حلقوں میں مدیر ’’ہلال‘‘ کی رسائی ہے۔ وہ خواہ کیسے ہی ننگِ اسلام ہوں۔ اس کے کاسۂ گدائی کو ضرور بھر دیں گے۔ لیکن باوجود اس کے ہم حکومت بمبئی کی فرض شناسی۔ اور انصاف پسندی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس نے اس صریح ظلم کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔ جس کا بانی مبانی اخبار ’’ہلال‘‘ ہے اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو احمدیوں کو دکھ اور تکالیف پہونچا رہے ہیں۔ اور صریح طور پر قانون شکنی کر رہے ہیں۔ ان کی شرارتوں کو روکنے کے لئے بھی فوری کارروائی کی جائے گی۔ چونکہ بعض لوگوں کی زندگی کا سہارا ہی عوام کو کسی نہ کسی شرارت میں الجھائے رکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ امن شکنی کے درپے رہتے ہیں۔ بیدار مغز اور فرض شناس حکام کا کام یہ ہے۔ کہ ان کی سرگرمیوں کو روک دیں اور انہیں قانون کا احترام کرنا سکھائیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ حکومت بمبئی قطعاً یہ گوارا نہ کرے گی۔ کہ اس کی حدود میں اور خاصکر اس کے دارالحکومت میں احمدی اس لئے عوام الناس کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہیں۔ کہ وہ تھوڑے ہیں۔ اور قانون کے پابند ہیں۔ بلکہ وہ ثابت کر دے گی کہ ہر شخص کو خواہ وہ کتنا ہی کمزور ہو۔ امن سے رہنے کا حق حاصل ہے۔ اور ہر شخص کے لئے خواہ وہ کتنا طاقتور ہو۔ ظلم وستم سے باز رہنا ضروری ہے۔

کردنی خویش آمدنی پیش

مسلمانانِ پنجاب کے تمام ذمہ وار حلقوں کی طرف سے جہاں احرار کانفرنس امرتسر کے صدر چودھری افضل حق پر راکھ اور تیزاب پھینکے جانے کی مذمت کی گئی ہے۔ وہاں ساتھ ہی یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے۔ کہ اس قسم کی ناشائستہ اور نامطبوع حرکات کے بانی مبانی خود احراری ہیں۔ جو کردنی خویش آمدنی پیش کے مصداق بن رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ احرار خود تو اخلاق اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ ہی چکے ہیں۔ دوسروں کے اخلاق بھی نہایت بُری طرح تباہ کر رہے ہیں۔ احرار سے تو ہم کیا کہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو ہم صدق دل سے مشورہ دیں گے۔ کہ وہ انتقامی طور پر بھی کوئی ایسی حرکت نہ کریں۔ جو اخلاقی لحاظ سے ناپسندیدہ

حیفہ کے ایک نوجوان احمدی کا اخلاص

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد

بذریعہ ہوائی ڈاک

قاضی شرعی محکمہ قضا حیفا ایک متعصب شخص ہے۔ جو کسی نہ کسی حیلہ وبہانہ سے احمدی دوستوں کو ارتداد پر مجبور کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔ ترغیب سے ترہیب سے غرض جس طرح بھی بن پڑے۔ اسے اس قابل نفرین کارروائی سے کوئی عار نہیں۔ اس ضمن میں ذیل کا واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ایک احمدی خاتون قریباً چھ ماہ گزرے کافی جائداد از قسم زمین وغیرہ چھوڑ کر وفات پا گئی۔ اس کے ورثاء نے محکمہ قضا میں درخواست دی۔ کہ متوفیہ کی جائداد ہمارے درمیان از روئے شریعت تقسیم کر دی جائے۔ قاضی شرعی جو ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس نے اس معاملہ کو آج تک طول دیئے رکھا۔ اور ابھی نہ معلوم کب تک ٹال مٹول کرے گا۔ اس عرصہ میں اس نے متوفیہ کے ورثاء کو مرتد کرنے کے لئے بارہا ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اور دراصل اسی غرض سے وہ اس معاملہ کو تاخیر میں ڈال رہا ہے۔ چند دن ہوئے اس نے ایک شخص کی معرفت متوفیہ کے نوجوان بیٹے السید کامل حسن کو محکمہ میں بلا بھیجا۔ اور احمدیت کے بارہ میں ناگفتنی باتیں کہہ کر احمدی نوجوان کا عندیہ معلوم کرنا چاہا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ کیا تم احمدیت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ السید کامل حسن نے مومنانہ غیرت سے کام لے کر جواب دیا۔ کہ "میں نے احمدیت کو سراسر حق اور صداقت پا کر قبول کیا ہے۔ اور میں اس پر قائم ہوں۔ حتیٰ کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔ رہا یہ سوال کہ احمدیت ... کے باعث مجھے وراثت سے محروم ہونا پڑے گا۔ بسر وچشم منظور۔ ہم نے تو پہلے ہی سے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کر رکھا ہے پس آپ مجھ سے ایسی لغو امید نہ رکھیں۔ میں ہر چیز دین کے لئے قربان کر دینا اپنی سعادت یقین کرتا ہوں۔ میں اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ کہ میری والدہ مرحومہ احمدی تھیں اور میں بھی احمدی ہوں۔ اس لئے اس کا جائز وارث۔ اور کوئی انصاف پسند مجھے محروم الارث نہیں کر سکتا۔ پس آپ مجھے آخری جواب دیں۔ آپ وراثت سے میرا حصہ مجھے دیں گے۔ یا محروم الارث ٹھہرائیں گے"؟

غرض اس احمدی مخلص نوجوان نے ایسی جرأت کے ساتھ اپنی غیرت کا اظہار کیا۔ کہ سارا محکمہ شرعیہ سناٹے میں آ گیا۔ احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ اپنے عرب احمدی بھائیوں کی استقامت اور دینی ودنیوی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سایہ عاطفت میں رکھے۔ اور ہر ابتلاء میں کامیاب کرے۔ اس مقدمہ وراثت کے متعلق بھی احباب دعا فرمائیں نوجوان موصوف کا حصہ موجودہ وراثت میں قریباً پانچ صد پونڈ سے بھی زائد کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حقدار کا حق عطا فرمائے۔

محمد سلیم مبشر بلاد عربیہ (حیفا۔ فلسطین)

درس القرآن کے خریداروں کو اطلاع

(۱) جو احباب ضمیمہ درس القرآن کے خریدار ہیں۔ انہیں یہ بات نوٹ کر لینی چاہیئے کہ درس کی ہفتہ وار اشاعت کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں۔ بلکہ کسی دن کے پرچہ کے ساتھ روانہ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس پرچہ میں اطلاع دے دی جاتی ہے۔ پس جس پرچہ میں درس کے شائع ہونے کی اطلاع چھپے۔ اس میں اگر درس کے اوراق نہ ملیں۔ تب اطلاع دی جائے۔ ورنہ انتظار کیا جائے۔

(۲) اس پرچہ میں درس کے ۱۲ تا ۲۴ صفحات کا ضمیمہ شائع کیا جا رہا ہے۔

(منیجر)

چندہ تحریک جدید میں اضافہ کرنے والے مخلصین

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مالی تحریک جدید میں شمولیت ہر احمدی کی اپنی مرضی پر چھوڑی گئی ہے۔ اور وعدہ کرنے کے بعد بھی کسی پر وصولی کے لئے اصرار نہیں کیا جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کی قبولیت کا یہ عالم ہے۔ کہ مخلصین جماعت جہاں اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے رضائے الٰہی حاصل کر رہے ہیں۔ وہاں بعض مخلصین اپنے وعدوں میں اضافہ کر کے بھی رقم ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ مکرمی مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب چک نمبر ۱۶ ضلع منٹگمری سے لکھتے ہیں۔ کہ میں نے سال دوم کے لئے پچیس روپیہ کا وعدہ کیا تھا۔ یہ رقم تو میں بفضل خدا فصل کے نکلنے پر سب سے پہلے ادا کروں گا۔ کیونکہ وعدہ کے وقت سے میرا یہی عہد ہے۔ مگر میرے دل میں خواہش ہے۔ کہ اس میں مزید اضافہ کروں۔ اس کے لئے میں نے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ نصف ایکڑ زمین کپاس صرف چندہ تحریک جدید سال دوم کے لئے بو دی ہے۔ اور اس کی جس قدر قیمت وصول ہوگی۔ وہ میں انشاء اللہ ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء تک دوسرے سال کے چندہ تحریک جدید میں بطور اضافہ داخل کروں گا۔

اصل خط سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے دعا کی درخواست کی گئی۔ تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے منظور فرما کر اس پر جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا۔ چونکہ فصل ربیع نکل رہی ہے۔ اور زمیندار جماعتوں کے احباب کے وعدے عموماً فصل کے ہیں۔ اس لئے وعدہ کرنے والے مخلصین اور کارکنان جماعت سے التماس ہے۔ کہ وہ اپنے وعدوں کو سب سے پہلے پورا کر کے ثواب حاصل کریں۔ گو تحریک جدید کا چندہ طوعی اور نفلی ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ انسان نفلوں کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ پس وہ قربانی جو انسان کو اس کی رضا تک لے جانے والی ہو۔ اسے محنت مشقت بلکہ تنگی کی مشکلات کو بھی جھیل کر پورا کرنا چاہیئے۔ جبکہ بعض زمیندار احباب باوجود مالی مشکلات کے نہ صرف پہلے وعدوں کو پورا کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنے وعدوں میں اضافہ بھی کر رہے ہیں۔ تو دوسرے زمیندار احباب کو خصوصاً اور شہری احباب کو عموماً فوری طور پر اپنے وعدے پورے کرنے چاہئیں۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان

اعلان نظارت تعلیم وتربیت

نظارت تعلیم وتربیت کی طرف سے کئی بار اطلاعات دی جا چکی ہیں۔ کہ جن بچوں یا دیگر مستحقین کو نظارت ہذا کی طرف سے وظائف دیئے جاتے ہیں۔ خواہ وہ وظائف امدادی ہوں یا قرضہ حسنہ نظارت ہذا ان کی بر وقت ادائیگی کی ذمہ داری نہیں لے سکتی۔ کیونکہ ایسے وظائف اسی صورت میں ادا ہو سکتے ہیں۔ جب خزانہ صدر انجمن احمدیہ سے بلوں کی ادائیگی ہو۔ مگر خزانہ میں بعض اوقات روپیہ موجود نہیں ہوتا۔ اور بعض اوقات دیگر ضروریات کو مقدم کرنا لابدی ہوتا ہے۔ اور بل وقت پر ادا نہیں ہو سکتے۔

ان حالات میں اب دوبارہ دوستوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ اس قسم کی خط وکتابت معمولی یاددہانی سے زیادہ نہ کریں۔ جوابات دینے میں بھی خواہ مخواہ موجودہ تنگی کے زمانہ میں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور وقت بھی۔ آئندہ ایسے خطوط کا جواب دینا نظارت کے لئے ضروری نہ ہوگا۔ دوست وقت پر بطور قرض انتظام کر لیا کریں۔ اور وہ قرضہ وصولی وظیفہ پر ادا کر دیا کریں۔ جو دوست ایسا کرنے پر رضامند نہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو اطلاع دے دیں۔ کہ وہ ان حالات میں وظیفہ لینا نہیں چاہتے۔

(ناظر تعلیم وتربیت۔ قادیان)

بُدھ مذہب کے متعلق نہایت اہم اور ضروری معلومات

جناب صوفی عبد الغفور صاحب بی۔اے احمدی مجاہد مقیم چین کے قلم سے۔

(۱)

مشرق بعید کا مؤثر ترین مذہب بُدھ ازم ہے۔ جو باوجود انحطاط کے عوام کی زندگی اور خیالات پر اب تک بہت کچھ حاوی ہے عیسائیت کی منظم تبلیغی کوششیں بُدھ کے پیروؤں کو یسوع کے حلقۂ غلامی میں لانے میں بُری طرح ناکام رہی ہیں۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو بُدھ مذہب میں یقیناً زیادہ کشش اور زیادہ روحانیت پائی جاتی ہے۔ اس کے بالمقابل عیسائیت صلیبی عقیدہ کے بغیر اور کوئی بھی چیز پیش نہیں کر سکتی۔ نہ ہی اس سے زیادہ مہمل اصل نجات انسانی دماغ وضع کر سکتا ہے تثلیث کا عقیدہ بُدھ مت میں بھی موجود ہے۔ دھرم کا یہ باندا یعنی ازلی ابدی "بدھ" کا انسانی روپ میں جنم لینا۔ دکھ اٹھانا۔ اور موت اختیار کرنا اور محض "بُدھ" کے ایک فقرہ کا سُننا اور یقین رکھنا۔ کہ اس سے نجات ہوجائے گی۔ بدھ مت کے اصولی عقائد ہیں:

بُدھ مت کی دو شاخیں

بُدھ مت دو بڑے گروہوں میں منقسم ہے مہایانہ بدھ ازم۔ اور ہنایانہ بدھ ازم۔ مہایانہ بدھ مت مذہبی اور ذہنی احساسات کی وہ تدریجی ترقی کی صورت ہے۔ جو بُدھ کی اصل تعلیم کو مرورِ زمانہ سے ہُوئی۔ ہنایانہ بُدھ ازم قدامت پسند اور قشر پرست گروہ کی مولویانہ ذہنیت کا مظہر ہے جس کا تمام تر زور مذہب کو ظاہری رسوم۔ اور خشک زہد کے تنگ دائروں میں محدود کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ دعوے تو دونوں کا یہی ہے۔ کہ وہ بُدھ کی اصل تعلیم کے حامل ہیں۔ لیکن تاریخی اور عقلی سند ایک کے پاس بھی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ سرسری مطالعہ سے ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ کہ دونوں گروہ بدھ کی اصل تعلیم سے بہت دُور جا پڑے ہیں ایک نے افراط کی راہ اختیار کر لی۔ اور دوسرے نے تفریط کی۔ ہنایانہ بدھ ازم نے جہاں انسانی قویٰ کو کچلنے پر زور دیا ہے۔ اور نجات کو ریاضت اور مصائب شاقہ سے وابستہ کر دیا ہے۔ جس سے تمام ذہنی اور اخلاقی حسیات کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ وہاں مہایانہ بُدھ مت نے حصولِ نجات کو اس قدر آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔ کہ محض بدھ کا ایک فقرہ سننے سے ہی فلاح دارین یقینی ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ نور ایمان ہو۔ اور یوں ابدی راحت کے دروازے کو وسیع کر کے بت پرستی اوہام پرستی غرضیکہ ہر قسم کی قبیح باطل پرستی کو ناقابل الزام بلکہ جائز قرار دے دیا ہے۔ اور اسی طرح فریب خوردہ انسان کو رُوحانی اور اخلاقی قویٰ کی تعدیل و تہذیب سے بالکل مستغنی اور غافل بنا دیا ہے:

مہایانہ کی اصطلاح کا استعمال ابتدا میں اس اعلےٰ اصل یا اعلیٰ ذات یا اعلےٰ علم کے معنوں میں ہوا تھا۔ جس کا مظہر تمام کائنات معہ اپنے ذی حس اور غیر ذی حس اجسام و اجرام کے ہے اس سے مراد کوئی خاص مذہبی عقیدہ یا جماعت نہیں تھی۔ اشواگھوش نے جو اس فرقے کے پہلے مجتہدوں میں سمجھا جاتا ہے۔ اور جس کا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے کے بالکل قریب ہے۔ اس لفظ کا استعمال پہلی بار نئے معنوں میں کیا ہے۔ اشواگھوش نے "دھرم کایہ" یعنی اصل اول پر ایمان لانے کو ایسی سواری قرار دیا۔ جو انسان کو جنم اور موت کے طوفانی سمندر سے سلامتی کے ساتھ نروانہ یا نجات کے ساحل پر جا اتارے:

بدھ ازم کی مقدس کتاب

مہایانہ بدھوں کی کتاب اقدس "کنول سوترا یا سیا ڈ فالین ہُوا چنگ" ہے جس کو منگولیا۔ تبت۔ جاپان۔ اور چین میں مقدس یقین کیا جاتا ہے۔ لیکن بُدھ مت کے علماء میں بھی بہت کم لوگ ہیں جن کو اس پر عبور ہو۔ بلکہ اکثر اس قدر جاہل ہیں۔ جس قدر مسلمان مولویوں کی اکثریت قرآن کریم کی تعلیم سے ناواقف ہے:

مشرق بعید کے مہایانہ بدھوں کا دعوے ہے کہ اس کتاب میں لفظ بلفظ گوتم بُدھ کے اقوال مندرج ہیں۔ جو انہوں نے نیپال کی پہاڑی گردہ واکمشا پر اپنی ارضی زندگی کے آخری ایام میں کہے۔ سیلون۔ برما اور سیام کے بدھوں کا اس کے برعکس یہ دعوے ہے۔ کہ اس تعلیم کا قدیم بُدھ مت میں شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ اور یہ نہ صرف گوتم بُدھ کی حقیقی تعلیم کے متضاد ہے۔ بلکہ یہ بُدھ کے بہت عرصہ بعد کے مفتریات کا مجموعہ ہے:

بدھ مذہب اور نجات

مہایانہ کے لغوی معنی بڑا پتہ اور ہنایانہ کے معنی چھوٹا پتہ یا ذریعہ نجات ہیں۔ ہنایانہ کے عقائد کے مُطابق نجات بغیر اعمال کے ناممکن امر ہے۔ مہایانہ کے نزدیک یہ راستہ اکثریت بلکہ عاقبت الامر سب کے لئے کُھلا ہے۔ اعمال کی ضرورت نہیں۔ محض بدھوں اور بُدھی ستوؤں پر ایمان لانا کافی ہے:

بدھی ستو سے کوئی حقیقی وجود رکھنے والی ہستیاں نہیں۔ بلکہ خیالی مخلوق ہیں۔ جو بدھوں کی اپنی ذہنی اختراع ہیں۔ ان کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ کہ انہوں نے یہ عہد کر رکھا ہے۔ کہ جب تک تمام مخلوق کو نجات نہ حاصل ہو جائے۔ وہ بُدھویت کی آخری جنت میں داخل نہیں ہونگے۔ اور بدیں وجہ وُہ ہر ایک پکارنے والے کی پکار سنتے ہیں۔ وُہ جو محض یقین اور ان خیالی ہستیوں کی امداد سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ درد اور جُون بدلنے کے دُکھ سے بچائے جائیں گے۔ لیکن دُوسرے جو اس کے خلاف یقین رکھتے ہیں۔ اور اعمال پر نجات کا دارومدار تصور کرتے ہیں۔ دکھوں میں مبتلا رہیں گے۔ حتےٰ کہ وُہ چلا اُٹھیں گے۔

دونوں فریقوں میں اختلاف کیا ہے

مہایانہ بُدھ مت کے پیرو ہنایانہ تعلیمات کو جھوٹا قرار نہیں دیتے۔ بلکہ غیر ضروری سمجھتے ہیں ان کا یہ دعوے ہے۔ کہ بُدھ گوتم نے یہ تعلیمات ایک معلم کی حیثیت میں اپنے شاگردوں کو ابتدائی مراحل طے کرانے کے لئے اس حالت میں دیں۔ جبکہ وُہ محض ایک خواں تھے۔ اور وُہ انہیں ندرتاً "کامل حق" کے سمجھنے کا اہل نہ پاتے تھے۔ چنانچہ اپنی ارضی زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے "کامل حق" کا اظہار کیا۔ جو ہمارے پاس "کنول سوترا" کی شکل میں موجود ہے۔ اور جس کی موجودگی میں پہلی تعلیمات یعنی ہنایانہ عقائد کی ضرورت نہیں رہتی:

کب اور کہاں اس تعلیم کا اضافہ کیا گیا۔ مورخ اور محقق اس سوال کو حل نہیں کر سکے۔ کون اس کا موجد تھا۔ اور کہاں کا باشندہ تھا۔ ابھی تک پردۂ غیب میں ہے۔ صرف اس قدر قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ یہ تعلیم زیادہ سے زیادہ دوسری صدی عیسوی میں وجود میں آئی اور اس کو بُدھ مت سے منسوب کرنے والا نارتھ انڈیا یا وسط ایشیا کا کوئی باشندہ تھا۔ ایک جاپانی نقاد کے نظریہ کے مطابق مہایانہ عقائد غالباً بدھ مت کے قشر پرستی اور تنزل کے خلاف ایک طبعی اصلاحی رَو تھی۔ ان تعلیمات کی شکل بتدریج ظاہر ہُوئی۔ اس کا خیال ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں۔ کہ یہ وجود میں آتے ہی اپنی موجودہ کتابی صورت میں پیش کی گئی ہو۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ بہت عرصہ بعد معرض تحریر میں آئی ہو۔ اس کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ یہ دعوے ہرگز نہیں کیا جاسکتا۔ کہ بُدھ مت کے ممالک میں عیسائیت کا اثر پہونچنے سے قبل ان عقائد کا وجود تھا۔ اس سلسلہ میں اس امر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہندوستان میں عیسائیت کی ابتدائی اشاعت بعض عیسائی محققین کے نزدیک طامس حواری کے ذریعے پہلی صدی عیسوی میں ہوئی:

بدھ ازم چین میں

کنول سوترا کے چینی ترجمہ کی تاریخ بھی اس امر پر روشنی ڈالتی ہے۔ پہلا چینی ترجمہ جو نامکمل تھا۔ تیسری صدی عیسوی کے نصف اول میں ایک نامعلوم الاسم شخص نے کیا۔ دوسرا ترجمہ ایک راہب دھرم رکھشا نامی نے ۱۳۶۵ء میں کیا۔ یہ ترجمہ نایاب ہے۔ اس شخص یا اس کے ہم نام کسی دُوسرے شخص نے ایک اور ترجمہ ۲۸۶ء میں کیا۔ یہ کتاب موجود ہے۔ چوتھا نسخہ بھی ایک نامعلوم الاسم شخص نے تیار کیا۔ اور یہ بھی نایاب ہے۔ پانچواں ترجمہ جو اس وقت مقبولِ عام ہے ایک شخص کمار جیوا نامی نے ۴۰۶ء میں مرتب کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص چین میں پایا یا گرفتار کر کے لایا گیا۔ اس کا وطن قاراشر (ترکستان) بتایا جاتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک سنگیلہ ہے۔ کمار جیوا کا ترجمہ تبتی نسخے سے ملتا ہے۔ ایک اور ترجمہ جنان گپتا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جنان گپتا کا بیان ہے کہ اُسے دو مسودات دستیاب ہوئے۔ ایک کھجور کے پتوں پر درج تھا۔

اور وہ مہاراشیم سے منتخب جلتے ٹکڑوں پر اس کے قول کے مطابق کماراجیوا کا ترجمہ سو خرالہ کر مسودے کا ہے۔ جو تاراشہر کی زبان میں تھا اور یہی وہ اس کے نزدیک قدیمی ہے چینی بدھوں کے نزدیک بھی یہی قابل اعتبار ہے اس ترجمے کے بہت پرانے نسخے کے بعض حصص سر آرل سٹین مشہور سیاح کو کشمیر اور کاشغر کے درمیان دوران سیاحت میں تن ہوانگ کے مندر سے جو ایک غار کے اندر واقع ہے اتفاق حسنہ سے دستیاب ہو گئے۔ اور اب برٹش میوزیم لنڈن میں جوڑ دئیے گئے ہیں ؛

کماراجیوا کا شاہکار

کماراجیوا کا ترجمہ کنول سوترا دنیا کے ادبیات میں ایک شاہکار تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کا افتتاحی باب ایک عظیم الشان روحانی ڈرامہ ہے۔ کائنات جس کا سٹیج ہے۔ ازل سے ابد تک کا جس کا زمانہ ممتد ہے۔ اور بدھ اور دیوتے انسان اور شیطان جس میں ایکٹر ہیں۔ دور دراز اور گذشتہ زمانہ کے بدھ سٹیج پر گوتم بدھ سے قدیم اور ازلی حق کی تعلیم سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ "بدھی ستوے" اس کے قدموں میں کھڑے ہیں۔ دیوتے آسمان سے اور انسان زمین کے کونوں سے اور دوزخی جہنم کی گہرائیوں سے تیز جتن "مکرم واحد" کی آواز سننے کے لئے جوق در جوق اکٹھے ہوتے ہیں۔

گو خطیب بظاہر گوتم بدھ ہے۔ لیکن یہ زمینی انسان نہیں بلکہ وہ "احد مطلق" ہے جس نے انسانی روپ لیا۔ اب وہ اپنے جلال میں ہے۔ اور ازلی ابدی قادر مطلق علیم اور شاہد خالق جہاں بدھ کی صورت میں ظہور فرما ہے۔ اور جہاں در جہاں گل بکاؤلی کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ اور اپنی مہک پھیلا کر مرجھا جاتے ہیں۔ تا اور تازہ پھول پیدا ہوں۔ اور یہ سلسلہ ابد آلاباد تک جاری رہے ؛

بدھ کے متعلق عقیدہ

پالی لٹریچر جس پر ہنایانہ بدھ مت کا مدار ہے۔ بدھ ایک فلاسفر اور شفیق استاد کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ لیکن مہایانہ لٹریچر میں بدھ ایک محیر العقول ہستی ہے۔ جو انسانوں سے بلکہ تمام کائنات سے بہت بلند ہے۔ اور جس کے اردگرد دیوتاؤں اور جنوں کے لشکر ہیں۔

پالی اور سنسکرت دونوں میں کسی واقعہ یا وعظ کی ابتداء اس کلمہ سے ہوتی ہے۔ کہ "میں نے یوں سنا" گویا کہ الہام کا دعوے ہے۔ گو بدھ مت کے پیرووں نے اسے اس رنگ میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

بعید از عقل باتیں

مہایانہ کتب میں جن نظاروں یا واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ اس قدر بعید از عقل اور من گھڑت ہیں۔ کہ انہیں محض ایک خیالی ڈرامہ سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی۔ مثال کے طور پر ایک نظارہ ایک سوتر سے پیش کیا جاتا ہے۔

"میں نے یوں سنا... بدھ ایک بار راج گرہ میں گردہ رکھتا پہاڑی پر بیٹھا تھا۔ وہ رتن چندر کے ہال میں چاندی کے دوہرے مینار میں تھا اسے بدھ کے مقام پر پہونچے دس سال گزر چکے تھے۔ اس کے اردگرد ایک لاکھ بھکشو تھے۔ اور بدھی ستووں اور مہاستووں کی تعداد گنگا کی ریت کے ذرات سے ساٹھ گن زیادہ تھی۔ یہ سب کے سب اشد قوت روحانیہ کے مالک تھے۔ وہ کروڑوں بدھوں کے آگے جبیں سائی کر چکے تھے۔ اور دھرم کے چکر کو جو کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ چلانے کے اہل تھے۔ جو ان کے نام کو سنے۔ وہ بھی اپنے آپ کو علم کامل میں پختہ کر سکتا ہے۔"

آگے چل کر بیان کیا ہے۔

"یہ تمام بدھی ستودے جن کی تعداد گنگا کی ریت کے ذرات سے ساٹھ گنا زیادہ تھی۔ اپنے ساتھ دیووں دیوتاؤں۔ کناروں اور گورڑوں کا ایک جم غفیر لائے۔ یہ ساری کی ساری جمعیت۔ دنیا کے مکرم واحد بدھ کی تعظیم و تکریم میں شریک تھی"

"اس گھڑی چاندی کے دوہرے مینار میں بھگوت (یعنی بدھ) اپنی مقررہ نشست پر بیٹھا اور سمدھی کی۔ اور ایک عجیب نظارہ دکھلایا۔ بے شمار بکاؤلی کے پھول کھلنے لگے۔ ہر ایک پھول گاڑی کے پہیے کے برابر تھا۔ ان کا رنگ نہایت خوبصورت تھا۔ اور خوشبو روح افزا تھی۔ لیکن ان کی پنکھڑیوں میں جو آسمانی لوگ تھے۔ وہ ابھی نظروں سے پوشیدہ تھے آپ سے آپ یہ پھول آسمان کی طرف بلند ہونے لگے۔ اور موتیوں کے شامیانے کی مانند انہوں نے زمین پر سایہ ڈالا۔ اور ایک ایک پھول سے روشنی کی بے شمار شعاعیں نکلنی شروع ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی پھول بڑے ہونے لگے لیکن بدھ کی آسمانی قوت سے پھولوں نے یکایک رنگ بدلا اور مرجھا گئے۔ وہ تمام آسمانی بدھ جو ٹانگ پر ٹانگ دھرے پھولوں میں پوشیدہ تھے۔ اب پوری روشنی میں آئے۔ اور ہزارہا نور کی شعاعیں ان سے نکل رہی تھیں ؛

مسٹر جناح کی ناکامی پر پردہ پوشی کی ناکام کوشش

سٹیٹسمین کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ سر محمد اقبال صدر پنجاب مسلم لیگ کو پنجاب میں مسٹر جناح کے مشن کی ناکامی بہت ناگوار گزر رہی ہے۔ اور ان تبصرات سے متاثر ہو کر جو مسٹر جناح اور ان کے مشن کے متعلق اخبارات میں کئے گئے ہیں۔ آپ نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں مسلم لیگ کے آل انڈیا پروگرام کی اہمیت واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سر محمد اقبال کے مذکورہ بالا بیان کے متعلق نہایت حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ جہاں تک پنجاب مسلم سیاسی حلقوں کا تعلق ہے۔ حقیقت حالات اس کے بالکل برعکس ہے۔ سرکردہ مسلم اصحاب اس بیان کو طائر خیال کی بلند پروازی کے سوا کچھ خیال نہیں کرتے۔ کیونکہ انہیں یہ باور کرنا بھی دشوار ہو رہا ہے۔ کہ مسٹر جناح کے مشن کی سراسر ناکامی کے پیش نظر ڈاکٹر اقبال نے آخر ایسا بیان شائع کیسے کرا دیا ؛

دستخط کنندگان کا اقتدار

ڈاکٹر اقبال کی طرف سے شائع کردہ بیان کے دستخط کنندگان کے اقتدار کے متعلق تحقیقات کی گئی۔ معلوم ہوا کہ ان میں کوئی دعوے نہیں کر سکتے۔ کہ کافی اشخاص ان سے متفق ہو کر پیروی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ صرف ڈاکٹر اقبال کو چند معتقدوں کی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ سب ان کے ادبی حلقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیاسیات سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہیں۔ چہ جائیکہ ڈاکٹر صاحب کے سیاسی نظریہ سے اتفاق رکھتے ہوں ؛

دریں حالات اس بیان کی امر غرض و غائت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ پنجاب اور دیگر صوبجات کے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈال کر مسلم لیگ کی ناکامی پر پردہ پوشی کی جا سکے۔ بہرکیف لاہور میں اس بیان کے متعلق خوب دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ؛

احرار کی ٹیڑھی چالیں

احرار کے سرکردہ ارکان کی امرتسر کو روانگی سے قبل ان کے پیش نظر یہ مسئلہ تھا۔ کہ کسی طرح احرار اور مسلم لیگ میں سمجھوتہ ہو جائے۔ اگر ان اصحاب کی رائے کوئی وقعت رکھتی ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ احرار اپنے ٹکٹ پر انتخابات میں شریک ہوں گے۔ لیکن چند مسائل کے متعلق لیگ سے تعاون کرنے سے گریز نہ کریں گے۔

احرار کا پراپیگنڈا

امرتسر احرار پراونشل کانفرنس کے سلسلے میں پراپیگنڈا کرنے میں احرار اپنے گزشتہ ریکارڈ کو مات کر گئے ہیں۔ کانفرنس کے انعقاد سے پیشتر انہوں نے مجلس احرار کے متعلق مراکز کے منتظمان کو ہدایت کر دی کہ وہ اپنے اپنے متدین کو وفدوں کی صورت میں بھیجیں۔ جو کہ پیدل سفر کر کے امرتسر پہونچیں۔ بدیں وجہ احرار کے یہ وفد صوبہ بھر کے دیہات میں سے ہو کر امرتسر پہونچے۔ بلتے ہیں مختلف مقامات پر مظاہرے کئے گئے ہیں۔ جن میں اہل صوبہ کو مجلس احرار کا پیغام دینے کے علاوہ انتخابات کے سلسلے میں امید افزا عہد دیکان کئے گئے ؛

الفضل کے لئے درخواست

ایک دوست لکھتے ہیں۔ کہ میں نے گزشتہ سال احمدیت قبول کی جس پر مجھے وطن سے نکلنا پڑا اب ایک جگہ درزی کا کام شروع کیا ہے۔ بغیر الفضل کے سخت پریشان رہتا ہوں۔ لیکن مالی حالت ایسی نہیں کہ جاری کرا سکوں۔ اس قصبہ میں بھی تبلیغ کا بہت موقعہ ہے۔ کوئی دوست میرے نام ایک سال کے لئے اخبار جاری کرا کر ثواب حاصل کریں ؛

درہ دانیال کے استحکامات اور برطانوی پریس

الفضل کے لئے ترجمہ کیا گیا

برطانی اخبار "مانچسٹر گارڈین" لکھتا ہے۔ "ایسی دنیا میں جہاں خود ساختہ سیاسیات مروج ہیں حکومت ترکیہ کی یہ عرضداشت کہ لیگ کے آئندہ اجلاس میں درہ دانیال کے نظم و نسق کی تجدید کا مسئلہ پیش کیا جائے۔ ایسا فعل ہے کہ خواہ بظاہر وہ غیر مناسب اور ناپسندیدہ ہی معلوم ہو۔ لیکن اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ کیونکہ گذشتہ تین سال کے عرصہ میں ترکیہ مختلف ملکوں پر یہ بات واضح کرنیکی کوشش کرتا رہا ہے۔ کہ وہ آبنائے کو غیر مصافی رکھنے کی شرط کو جو ۱۹۲۳ء میں قرار پائی تھی ہمیشہ کے لئے ماننے کو تیار نہیں۔

اس وقت تین علاقے غیر مصافی ہیں۔ پہلا وہ ہے جو ترکی اور یونان اور ترکی اور بلغاریہ کے درمیان ہے۔ اور منطقہ تھریس کہلاتا ہے دوسرا باسفورس کا علاقہ ہے۔ اور تیسرا درہ دانیال کا۔ آبنائے درہ دانیال ایک بحری شاہراہ ہے۔ جو بحیرہ روم کو بحیرہ اسود سے ملاتی ہے اور معاہدہ لوزان کی شرائط کی رو سے اس کے کناروں قلعہ بندی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ فی الحال ترکیہ کا صرف یہی ارادہ ہے۔ کہ آبنائے درہ دانیال یعنی مشرقی دروازہ کی قلعہ بندی کی جائے۔ کیونکہ سوویٹ روس کے ساتھ معاہدہ کی وجہ سے اسے بحیرہ اسود کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔ اگرچہ جرمنی کی طرف سے معاہدہ لوکارنو کی خلاف ورزی اور معاہدہ سینٹ جرمین کے باوجود آسٹریا میں فوجی سروس کے قیام کی وجہ سے ترکی کو یہ اقدام کرنیکی جرأت ہوئی ہے۔ تاہم ترکی کے پاس اس اقدام کا جواز پیش کرنے کیلئے ناقابل تردید وجوہ اور دلائل موجود ہیں۔

حکومت ترکیہ کی طرف سے یہ دعویٰ اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ کہ معاہدہ لوزان سے لیکر اس وقت تک یورپ کی سیاسی صورت حالات میں بہت تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ ۱۹۲۳ء میں لوگوں کو جمعیۃ اقوام پر اعتماد تھا۔ اور یقین کیا جاتا تھا۔ کہ تمام دول اسلحہ میں تخفیف کرنیکا ارادہ کر رہی ہیں۔ لیکن آج تمام ملک اپنی حربی طاقتوں میں اضافہ کرنے کے لئے نہایت سرگرمی سے مصروف ہیں۔ ہر طرف سے جنگ کی ہیبت ناک آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔ اور جمعیۃ اقوام نے کمزور ممالک کی حفاظت کرنے کیلئے اپنے آپ کو کامل طور پر نا اہل ثابت کر دیا ہے۔

بایں ہمہ یہ کہنا بعید از عقل ہوگا۔ کہ آبنائے کی از سر نو قلعہ بندی کی تجاویز کا خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا جائے یہ صحیح ہے۔ کہ آبنائے ترکی علاقہ میں سے گذرتی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ وہ ایک بین الاقوامی بحری شاہراہ ہے جس کی حفاظت کی کفالت صرف ترکی توپیں نہیں کر سکتیں۔

وہ حکومتیں جو بلاواسطہ اس مسئلہ سے متاثر ہوئی ہیں۔ اور جنہیں اس بات کا ڈر ہے کہ ان پر یہ دروازے بند کر دیئے جائینگے۔ رومانیہ بلغاریہ اور سوویٹ روس ہیں۔

سوویٹ روس جسکے دریش اور بحری مسائل بھی ہیں۔ اور جنگی بحری طاقت مقابلۃً کمزور ہے ترکیہ کے مطالبہ کا حامی ہے۔ اسکے برعکس دریائے ڈنیوب کے کنارے بسنے والی سلطنتیں آبنائے کو آزاد رکھنے کی خواہشمند ہیں لیکن وہ نہ تو ترکی سے اپنی مرضی منوا سکتی ہیں۔ اور نہ اس کے راستہ میں کوئی روکاوٹیں حائل کر سکتی ہیں۔ جو طاقتیں ایسا کرنے کی اہمیت رکھتی ہیں۔ وہ فرانس برطانیہ اور اٹلی ہیں۔ ان عظیم الشان طاقتوں میں سے پہلی دو کو آبنائے کے مسائل سے بہت دیرینہ دلچسپی ہے۔ اور جہاں تک اٹلی کا تعلق ہے۔ اسکی بحیرہ اوقیانوس کے مشرق پر تسلط قائم کرنیکی آرزوؤں کو ترکی کے اس اقدام سے سخت نقصان پہنچیگا اسوقت یہ مسئلہ کلی طور پر امکانی حالات جنگ کا محور بنا ہوا ہے۔ جس میں آبنائے کو جنگ عظیم کی طرح پھر امداد رسانی بندرگاہ کے طور پر استعمال کیا جائیگا۔ اسی قسم کی دلیل ترکی پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے اعلان کیا ہے کہ جب تک وہ آبنائے کی قلعہ بندی نہیں کریگا۔ وہ اپنے علاقہ کی کامیابی کے ساتھ حفاظت نہیں کر سکتا۔

اس بین الاقوامی اہمیت رکھنے والے مسئلہ کے حل میں ممکن ہے جمعیۃ اقوام کچھ امداد کرے۔ اور ایسی صورت پیدا ہو جائے۔ کہ آبنائے میں سے تجارتی جہازوں کو آزادانہ نقل و حرکت کا حق حاصل ہو۔ اور ترکی کی حفاظت کے سامان پیدا کئے جائیں۔ جو اسے معاہدہ کے موجودہ نظم و نسق کے ماتحت حاصل نہیں۔ ایک اور برطانی اخبار "سٹار" اس مسئلہ پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔ "درہ دانیال کو مسلح کرنے کیلئے ترکیہ کے مطالبہ کی معاہدہ لوزان پر دستخط کرنے والے ممالک کی طرف سے کوئی مصمم مخالفت نہیں کی جائیگی۔ تاہم اطالیہ اور بلغاریہ اس سے مستثنیٰ ہونگے اطالیہ کی مخالفت کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے کہ ترکی کے اس اقدام کا مقصد یہ ہے۔ کہ اطالیہ کی جارحانہ پالیسی کی مخالفت کے ذرائع پیدا کئے جائیں۔ اور بلغاریہ اس لئے اسکے موم مخالف ہے۔ کہ اسے خطرہ ہے۔ کہ وہ اپنے بین الاقوامی حلیف سے علیحدہ ہو جائیگا۔ اور اسکی ہمسایہ دول بلقان اسے بے دست و پا کر دینگی۔ روس ترکی کے اس اقدام کی حمایت میں فرانس رومانیہ اور یوگوسلاویہ اسکے ساتھ جھک جائینگے۔ یونان اس وقت تک کہ برطانیہ کے رویہ کا معین فیصلہ نہیں ہو جاتا انتظار کریگا جاپان آبنائے کو خالص یورپین مسئلہ قرار دیکر اپنی بے تعلقی کا اظہار کریگا۔ اور جمہوریہ امریکہ کسی نئے معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیگا جیسا کہ اس نے ۱۹۲۳ء کے معاہدہ کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا تھا۔"

"احرار" پنجاب نئی چراگاہ کی تلاش میں

پنجاب اور مسلمانان پنجاب کے خلاف افسوسناک کوششیں

چند ماہ کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے ماتحت صوبوں کی نئی اسمبلیوں کے جو انتخابات ہونے والے ہیں۔ ان کی تیاریوں کے سلسلہ میں پنجاب کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ ازحد اندوہناک بھی ہے اور عبرت انگیز بھی۔ اس صوبہ میں سب سے پہلے اتحاد پارٹی منظم ہوئی تھی۔ اس نے فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر خالص اقتصادی اصول پر اہل پنجاب کی خدمت کا ایک پروگرام پیش کیا۔ اس پارٹی کے لیڈر میاں سر فضل حسین صاحب ہیں اتحاد پارٹی کا پروگرام کس قدر معقول اور مفید ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہ معلوم کر لینا کافی ہے۔ کہ جو لوگ اتحاد پارٹی اور اس کے لیڈر کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ وہ بھی اتحاد پارٹی کے پروگرام کی مخالفت میں لب کشائی نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو انکا بھانڈا پھوٹ جائیگا۔ اور دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ لوگ ساہوکاروں۔ مہاجنوں اور مالداروں کے کارندے اور غلام ہیں اور عوام اور ناداروں کی ہمدردی کے جو راگ الاپتے رہے ہیں۔ وہ فرضی اور بناوٹی تھے۔ اور اسی کے ساتھ یہ راز بھی فاش ہو جائیگا۔ کہ جو لوگ پہلے میاں سر فضل حسین کو فرقہ پرست کہکر بدنام کیا کرتے تھے۔ اور میاں صاحب کو بزعم خود فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر اعلیٰ مقاصد وطن کی خاطر کام کرنے کے لئے مشورہ دیا کرتے تھے۔ انکی وطن پرستی کی حقیقت کیا ہے۔ بہرحال اتحاد پارٹی اور اتحاد پارٹی کے لیڈر میاں سر فضل حسین کے مخالف بھی ان کے پروگرام پر معقولیت کے ساتھ کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ زیادہ سیدھے سادھے لفظوں میں یوں کہنا چاہئے۔ کہ اتحاد پارٹی کا پروگرام تمام اعتراضوں اور نکتہ چینیوں سے بالاتر ہے۔

اتحاد پارٹی کے بعد دوسری پارٹیاں منظم ہوئیں جنہوں نے اگرچہ اپنے آپ کو "قوم پرور" اور "رو بہ ترقی" کے عنوان سے موزوں و موثر بنانے کی فکر کی ہے۔ لیکن وقت بتا دیگا۔ کہ انکی قوم پروری کی حدود کیا ہیں۔ اور یہ شاہراہ ترقی پر کس قدر گامزن ہونا چاہتی ہیں۔ اگر پچھلے تجربوں کو پیش نظر رکھا جائے۔ اور آزمائے ہوؤں کو دوبارہ آزمانے کی ضرورت محسوس کئے بغیر ان "قوم پرور" اور "رو بہ ترقی" پارٹیوں کے مستقبل کے متعلق کوئی پیش بینی کی جائے۔ تو کہا جا سکتا ہے کہ انجام کار یہ پارٹیاں ایک طرف پکی فرقہ پرست مہاسبھائی اور دوسری طرف کٹر قدامت پسند سرمایہ پرست پارٹیاں ثابت ہوں گی۔

لیکن ان چیزوں سے زیادہ عبرت انگیز چیز یہ ہے۔ کہ ایک طرف مجلس اتحاد ملت والے اتحاد پارٹی کے خلاف صف آرائی کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف پنجاب کے وہ لوگ لمبی چوڑی گفتگوئیں کر رہے ہیں۔ جنہوں نے "احرار" کا لقب اختیار کر کے اس لفظ کو تمام شریف النفس اور معقولیت پسند لوگوں کی نظروں سے گرا دیا ہے۔ یہ پارٹی فخر کر سکتی ہے۔ کہ اس نے تحریک کشمیر کے سلسلہ میں ایجی ٹیشن کیا تھا۔ لیکن عوام کا حافظہ اس قدر کمزور بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اس واقعہ کو اتنی جلدی بھول گئے ہوں کہ اگرچہ تمام اسلامی ہندوستان نے درمے۔ قدمے سخنے اس پارٹی کی مدد کی تھی۔ مگر اسلامی ہندوستان کی اس امداد کے باوجود اس پارٹی نے تحریک کشمیر کو ناکام ہی بنا کر دم لیا اور آج کشمیر کے مسلمان جن حالات میں مبتلا ہیں انکی روئداد خود کشمیر کے مسلمانوں سے پوچھئے۔ یہاں اتنی بات بتا دینی ضروری ہے کہ کشمیر کے مسلمان جن ناانصافیوں سے دوچار تھے۔ وہ بدستور ان پر مسلط ہیں۔ مگر ایک اسمبلی کا ڈھونگ قائم ہو جانے کے

بعد وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہمارے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ ہماری حق تلفیاں ہو رہی ہیں واقعہ یہ ہے کہ روٹی مانگنے اور پتھر پانے کی مثل جس قدر کشمیری مسلمانوں پر صادق آتی ہے شاید کسی دوسری جگہ اس قدر عمدگی کے ساتھ چسپاں نہیں ہو سکتی۔ یہ سب صرف ایک چیز کا نتیجہ تھا۔ اور وہ چیز یہ تھی کہ تحریک کشمیر میں سب سے زیادہ دخل ان حضرات "احرار پنجاب" کو حاصل تھا۔

بالکل اسی طرح لاہور میکلاگن انجینئرنگ کالج کے مسئلہ کو ان حضرات نے لپنے ہاتھ میں لیا اس کا جو کچھ انجام ہوا۔ وہ اہل لاہور کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے بعد انہوں نے کپورتھلہ ایجی ٹیشن میں کچھ ریشہ دوڑانے۔ وہاں ان کی حرکتوں کا جو نتیجہ برآمد ہوا۔ اس کا قیاس اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ دیوان سر عبدالحمید ریاست سے گئے اور ان کی جگہ کرنل فشر کا دور مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ریاست کپورتھلہ کے لئے جس قدر مفید یا مضر ہوا۔ اس پر ریاست کپورتھلہ کے ایک باخبر باشندہ کی یہ رائے ہے۔ کہ کرنل فشر کے دور سے دیوان عبدالحمید کا دور اہل کپورتھلہ کے لئے بہرحال بہتر تھا۔

اب یہ حضرات احرار پنجاب مدتوں سے کسی نئی چراگاہ کی تلاش میں تھے۔ سو ان کا منہ نئی اسمبلی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے لیڈر ایک طرف مسلمانوں کے ہمدرد بنے پھرتے ہیں اور دوسری طرف قوم پروری اور حب وطنی میں اپنے آپ کو کانگریس والوں سے بھی چند گز آگے ظاہر کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ مسلمانوں کے ہمدرد ہیں۔ تو انہوں نے مسجد شہید گنج جیسے خالص مذہبی مسئلہ میں جس میں کسی اختلاف کی گنجائش ہی نہ تھی۔ سکھوں اور ہندوؤں کے اشاروں پر کیوں رقص کیا تھا۔ اور مسلمانوں سے کیوں غداری کی تھی؟ پھر سوال ہو سکتا ہے کہ اگر یہ مسلمانوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو مولانا ظفر علی خاں کی مجلس اتحاد ملت سے ان کا اتحاد کیوں نہیں ہوتا؟ کیا مولانا ظفر علی خاں کی پارٹی مسلمانوں کی خدمت کے معاملہ میں ان حضرات احرار سے کوئی پست جذبہ عمل رکھتی ہے؟ اس کے بعد یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر آپ لوگ قوم پرور ہیں تو ایک ایسی پارٹی کے حامی کیوں نہیں بن جاتے۔ جس نے فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر اور خالص اقتصادی اصول پر ایک بین المللی پلیٹ فارم پیش کر کے تمام ہندوستان کی رہنمائی کی ہے؟ یا پھر مولانا ظفر علی خان کی پارٹی کے ساتھ کیوں نہیں متحد ہو جاتے جو ہمارے نزدیک مسلمانان پنجاب کی مفید جماعت ہے اور ملت اسلامیہ کی مفید خدمات انجام دیگی؟

لیکن ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ جدھر ان لوگوں کو زیادہ سرسبز و شاداب میدان نظر آئیں گے۔ اسی طرف یہ اپنا رخ پھیر دینگے اب جہاں تک اتحاد پارٹی اور احرار کے مسلکوں کا تعلق ہے۔ ہم ایمانداری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عملی سیاسیات کی مشکلات کے پیش نظر دونوں پارٹیوں کے مسلکوں کا تقابل اتحاد پارٹی کے مسلک کی توہین ہوگا۔ اتحاد پارٹی کے مسلک کے چار ستون یہ ہیں:-

(الف) عملاً جس قدر جلد ہو سکے تمام دستوری وسائل سے کام لے کر درجہ مستعمرات کا حاصل کرنا (یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قانون ویسٹ منسٹر کی منظوری کے بعد درجہ مستعمرات عملاً آزادی کامل کے ہم معنی ہے)

(ب) صوبہ میں واقعتہً صوبجاتی خود مختاری کا قیام (اس سلسلہ میں قارئین کرام پر واضح رہنا چاہیئے۔ کہ صوبوں کو جو اختیارات ملنے والے ہیں اگرچہ ان کو خود مختارانہ کہا گیا ہے۔ مگر صوبوں کے گورنروں کو ایسے اختیارات خصوصی دیدیئے گئے ہیں کہ کسی صوبہ میں واقعتہً خود مختاری قائم کرنے کے لئے ایسے لوگ درکار ہونگے جو اپنی دماغی قابلیتوں کے اعتبار سے بھی اس قابل ہوں کہ گورنر کے خصوصی اختیارات دھرے رہ جائیں اس باب میں ہم احرار پنجاب سے سوال کرنیکا حق رکھتے ہیں کہ گورنر کے خصوصی اختیارات کی موجودگی میں اتحاد پارٹی پنجاب کے اندر واقعتہً خود مختاری قائم کر سکتی ہے۔ یا آپ کی جماعت۔ جس کے عقل کل یا تو چودہری افضل حق ہو سکتے ہیں۔ یا شیخ حسام الدین، یا مولوی حبیب الرحمٰن، یا مولوی عطاء اللہ)

(ج) ذات پات، عقیدہ یا سکونت کا لحاظ کئے بغیر اقتصادی فوائد کو سیاسی پارٹیوں کی صحیح بنیاد قرار دینا۔ اگر معقولیت اور انصاف کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو اتحاد پارٹی کا یہ اصول ایک حیثیت سے کانگریس کے سوشلسٹ صدر پنڈت جواہر لال نہرو کے اس نظریہ سے جا ملتا ہے جس کے ماتحت پنڈت جی ہندوستانی جماعتوں کی بنیاد اقتصادی اصولوں پر رکھنی چاہتے ہیں)

(د) سب کے لئے یکساں آسانیاں اور مواقع فراہم کرنا اور دیہی اور شہری ہر دو علاقوں کے پسماندہ طبقوں کا خاص لحاظ رکھنا۔

اس واضح اور قطعی مسلک کے مقابلہ میں احرار پارٹی اب تک نہ تو کوئی پروگرام بنا سکی ہے نہ اپنے ملک کے سامنے پیش کر سکی ہے۔ لیکن ان کی پراونشل کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے چودہری افضل حق نے جو خطبہ دیا ہے۔ اس میں احرار کے پروگرام کے اہم جزو "کے ماتحت کہا ہے کہ

جماعت احرار اگر اپنا انتخابی پروگرام مرتب کرنے کی مجھے اجازت دے تو میں لفظوں میں مطلب کو نہ چھپاؤں۔ بلکہ صاف اعلان کر دوں کہ غریب ہی غریب کی مصیبت کو سمجھ سکتا ہے۔ غریب جماعتوں کے بھیجے ہوئے نمائندے ہی ملک کی ۹۵ فیصدی غریب آبادی کی حالت کو بہتر بنانے کا سچا درد دل کام کر سکتے ہیں۔ ہندوستان دنیا کا بہترین زرخیز علاقہ ہے۔ لیکن ملک کی دولت اور تمام کمائی غیر ملکی سرمایہ دار مختلف حیلوں اور بہانوں سے لوٹ کر لے گیا ہے اب بھی اگر اس لوٹ کھسوٹ کو بند کرنیکی کوشش کی جائے۔ تو اہل ملک فارغ البال ہو سکتے ہیں ان درین حالات مجلس احرار کے نمائندے ہی ایسے ہو سکتے ہیں جو انگلستان کے مفاد کے مقابلہ میں کبھی ہندوستانی مفاد کو قربان نہیں کریں گے۔"

چودہری صاحب کے مندرجہ صدر پیراگراف کے آخری فقرہ کے پیش نظر یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ چودہری صاحب نے محض یہی کہا ہے کہ اگر پارٹی انہیں انتخابی پروگرام مرتب کرنے کی اجازت دے تو وہ ایسا کریں گے اور ویسا کرینگے اور یہ کہ "انگلستان کے مفاد کے مقابلہ میں کبھی ہندوستانی مفاد کو قربان نہیں کرینگے" مگر اتحاد پارٹی کے اغراض و مقاصد کی اولین دو دفعات یہ ہیں:۔ (الف) قومی خودداری کی پرورش (ب) آزادی خیال اور آزادی تقریر کی ہمت افزائی اور ذاتی مفاد کی خاطر عوام کے مفاد کی قربانی کا استیصال۔ ان تمام چیزوں سے ظاہر ہے کہ احرار کے لیڈر لمبی چوڑی باتیں تو کر سکتے ہیں۔ مگر کوئی ایسا قطعی اور ٹھوس پروگرام پیش نہیں کر سکتے جو اتحاد پارٹی کے پروگرام سے زیادہ قابل عمل اور زیادہ بہتر ہو۔ ان واقعات کے پیش نظر ہمیں اہل پنجاب سے توقع ہے کہ وہ ان حضرات احرار کی سابقہ تاریخ اور روایات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کو ذمہ داری کے منصب پر فائز ہونے

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱ ایجنٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ بشیر محمد ولد صبور ذات بٹ مسلمان ساکن موضع دوگڑھ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے اور بورڈ نے ۶/۵/۳۶ تاریخ بمقام بلاچور برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔

مورخہ ۳۰/۴/۳۶ (مہر عدالت) (دستخط)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱۰ ایجنٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ مسماۃ پوتی ولد گیندا ذات ٹھاکر ساکن موضع کاٹھ گڑھ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے اور بورڈ نے ۶/۵/۳۶ تاریخ بمقام بلاچور برائے درخواست مذکور مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان معترض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔ مورخہ ۲۰/۴/۳۶

(مہر عدالت) (دستخط)

نوٹس زیر دفعہ ۱۲ مطابق قاعدہ نمبر ۱ ایکٹ امداد مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

بحکم رائے صاحب لالہ شو شنکر صاحب بہادر چیئرمین مصالحتی بورڈ گڑھ شنکر

بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ اوتم ولد گوریا ذات راجپوت ساکن موضع سلیم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور نے درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مذکور دی ہے اور بورڈ نے ۵/۷/۳۶ تاریخ بمقام گڑھ شنکر برائے سماعت درخواست مذکور مقرر کی ہے تمام قرضخواہان معترض مذکور یا دیگر اشخاص واسطہ دار کو چاہیئے کہ تاریخ مقررہ پر بورڈ کے روبرو اصالتاً حاضر ہوں۔ مورخہ یکم ۵/۳۶

(مہر عدالت) (دستخط)

وصیت

نمبر ۵۵۱۹:۔ منکہ مریم بی بی زوجہ ڈاکٹر رحیم بخش صاحب قوم چوہان راجپوت عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن جھنگ شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ر اپریل ۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

ا۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیورات مالیتی ایک ہزار روپیہ نقد۔ /۵۵ روپیہ (۴) میرے مہر کی کوئی رقم میرے خاوند کے ذمہ نہیں ہے۔ میں تمام مہر وصول کر کے اپنے استعمال میں لا چکی ہوں۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا مریم بی بی زوجہ ڈاکٹر رحیم بخش حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر منظور احمد محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد۔ ڈاکٹر رحیم بخش خاوند موصیہ قادیانی محلہ دار الرحمت۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

ٹوکیو ۱۲ مئی - جاپان کے وزیر جنگ نے سوویٹ روس کو انتباہ کیا ہے۔ کہ سوویٹ روس کی طرف سے مانچوکو کی سوویٹ سرحد پر قلعوں کی تعمیر جاپانی نقطہ نگاہ سے جارحانہ ہے۔ سوویٹ کی مشرق بعید کی فوج درباکہ سے تنی ورگئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ولاڈی واسٹک میں ۵۰ آبدوز کشتیاں اور ہوائی بیڑہ موجود ہے جو جاپانی شہروں پر کسی وقت حملہ کر سکتا ہے ان حالات میں جاپان منچوریا میں کافی تعداد میں فوج رکھنے کے لئے مجبور ہے۔ وزیر جنگ نے مزید کہا۔ کہ فوج نے روس کے ساتھ غیر جارحانہ معاہدہ کی تکمیل کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس نے ماسکو کی تجاویز کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔

نئی دہلی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ نوہ ضلع گوڑگانواں میں اناج منڈی کو آگ لگی ہوئی ہے۔ اور تمام شہر جل جانے کا اندیشہ ہے۔ دہلی سے آگ بجھانے والے انجن روانہ کئے گئے ہیں۔

پانڈی چری ۱۲ مئی مسٹر ڈی۔ وی گری۔ ایم ایل اے نے فرانسیسی انڈیا مزدور کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے سوموار کو یہاں پہنچے۔ لیکن انہیں فوراً فرانسیسی علاقہ نکل جانے کا حکم دیدیا گیا۔ کانفرنس ملتوی کر دی گئی ہے۔

جنیوا ۱۲ مئی - گذشتہ شب لیگ کونسل کا اجلاس برطانوی نمائندہ مسٹر انتھونی ایڈن کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں اطالوی رکن کے احتجاج کے باوجود فیصلہ کیا گیا کہ تنازعہ حبشہ کے مسئلہ کو ایجنڈا پر قائم رکھا جائے۔ اور اس پر غور کیا جائے۔

جنیوا ۱۲ مئی - لیگ کونسل کا پرائیویٹ اجلاس جب شروع ہوا۔ تو اطالوی نمائندہ حبشی نمائندہ کو ایوان میں موجود دیکھ کر سخت جز بز ہوا اور یہ کہتے ہوئے واک آؤٹ کر گیا۔ کہ حبشہ کی کوئی علیحدہ حیثیت نہیں۔ اس لئے لیگ میں اس کی نمائندگی کے کیا معنی۔ اٹلی اب اس کا مالک ہے۔ اور اٹلی ہی اس کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

بیت المقدس ۱۲ مئی - شاہ نجاشی نے لیگ کونسل کو تار دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ محض فوج کی مدد سے کسی علاقہ پر قبضہ کو لیگ تسلیم کرنے سے انکار کرے۔ یعنی شاہ اٹلی نے شہنشاہ حبشہ کا جو لقب اختیار کیا ہے۔ اس کو تسلیم نہ کیا جائے۔ کیونکہ اطالویوں نے حبشہ کو بزور شمشیر فتح کیا ہے۔ اور بین الاقوامی قوانین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

پٹنہ ۱۲ مئی - جہازران کمپنی کی ورکشاپ میں ہڑتال کو ۵۰ روز ہو گئے ہیں آج جب بعض مزدوروں نے کام پر جانے کی آمادگی ظاہر کی تو دوسرے ہڑتالی ورکشاپ میں ان کے داخلہ کو روکنے کے لئے سڑک پر لیٹ گئے پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ اور ۶۳ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔

لاہور ۱۲ مئی - آج اشتراکی لٹریچر کی تلاشی کے سلسلہ میں پولیس نے صوبہ بھر میں سوشلسٹ کارکنوں کی خانہ تلاشیاں لیں۔

جنیوا ۱۲ مئی - جمعیتہ اقوام کے اطالوی نمائندے جنیوا سے جا رہے ہیں۔ ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا وہ لیگ کو چھوڑ رہے ہیں۔ لیگ نے معاملہ حبشہ کے متعلق جو رویہ اختیار کیا ہے اس کے پیش نظر مسولینی یہ دھمکی دینا چاہتا ہے کہ اٹلی لیگ سے قطع تعلق کر لے گا۔

شملہ ۱۲ مئی - ایک کمیونکیشن مظہر ہے۔ کہ ملک معظم نے ۱۳ مئی سے سر جارج کننگھم ہوم ممبر گورنمنٹ صوبہ سرحد کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے اور ان کی جگہ مسٹر سی ایچ ہنری کے تقرر کو قبول کر لیا ہے۔

ادیس آبابا ۱۲ مئی - راس نصیبو کی فوج کے باقی ماندہ سپاہیوں نے ہرار میں جو لوٹ مار مچائی تھی۔ اس کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر کو نذر آتش کر دیا گیا۔ ہزاروں لوگ جن میں برطانی عرب اور ہندوستانی شامل ہیں۔ بے خانماں ہو گئے ہیں۔ اطالوی ناظم اعلیٰ نے برطانی ریڈ کراس کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ ادیس آبابا سے دو ہفتہ کے اندر اندر نکل جائے۔

پشاور ۱۲ مئی - اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دو سرحدی قبائل میں لڑائی ہو گئی جس میں جانبین کے ۱۲ اشخاص قتل اور زخمی ہوئے بتائے تنازعہ چند خانہ بدوشوں کے علاقہ میں سے گزرنے سے متعلق تھی۔

لنڈن ۱۲ مئی - لارڈ زٹلینڈ وزیر ہند نے لنڈن میں ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ صوبجاتی خود مختاری کے نفاذ سے پہلے بہت کچھ کرنا باقی ہے سال کے اختتام پر صوبجاتی گورنروں کے نام جو ہدایات جاری کی جائیں گی ان کی منظوری لی جائے گی۔

کلکتہ ۱۲ مئی - کلکتہ کارپوریشن میں ۳۴ اور ۲۹ آراء کے تناسب سے مسٹر سبھاش چندر بوس کی نظر بندی کے خلاف احتجاج کا ریزولیوشن پاس ہو گیا۔

ٹوکیو ۱۲ مئی - کل جاپانی پارلیمنٹ کے اجلاس میں سخت ہنگامہ بپا ہو گیا۔ ایک رکن نے تحریک پیش کی۔ کہ سابق وزیر اعظم اوکاڈا نے فروری میں فوج کی بغاوت کے بعد اظہار افسوس کیوں نہیں کیا۔ اس لئے اوکاڈا کو تمام ذمہ داری اپنے پر لینی چاہیئے۔ محرک نے تحریک واپس لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اسے اجلاس سے باہر نکال دیا گیا۔

میڈرڈ ۱۲ مئی - مزدور کانگرس نے سارا گوسا میں مزدوروں کی انجمنوں اور انقلاب پسندوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ملک بھر میں سوویٹ پنچائتیں قائم کی جائیں۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک انقلابی جماعت قائم کی جائے۔

ہنکنگ ۱۲ مئی - جاپان اور مانچوکو یکم جولائی سے ایک نئے معاہدہ پر عملدرآمد شروع کریں گے۔ اس معاہدہ کی رو سے جاپان باضابطہ طور پر اس بات کو تسلیم کرے گا۔ کہ مانچوکو دنیا کے مہذب ممالک میں مساوی سلوک کا مستحق ہے۔ اس طرح جاپان مانچوکو میں تمام خاص حقوق سے دستبردار ہو جائے گا۔

امرتسر ۱۲ مئی گیہوں حاضر ۲ روپے ۵ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۷ آنے۔ چاندی دیسی ۵۱ روپے

لنڈن ۱۲ مئی دفتر محکمہ جنگ جدید اندفاعی سکیم کے ماتحت جنگی طیاروں کے مستقر کے لئے دریائے ٹیمز کے دہانہ پر زمین حاصل کر رہا ہے۔ یہاں خشکی اور بحری دونوں قسم کے طیارے رکھے جائیں گے۔ یہاں توپخانہ اور سرچ لائٹ سٹیشن بھی قائم کئے جائیں گے

ہوانا (کیوبا) ۱۲ مئی - جزیرہ کیوبا کے صدر کے نام ایک پیکٹ موصول ہوا جس کو جب کھولا گیا تو اس میں سے ایک بم پھٹ گیا اور اس سے ان کے سر کا کچھ حصہ اڑ گیا۔ اور آنکھوں کی بصارت جاتی رہی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ان کے سیاسی مخالفوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ اور انہوں نے یہ پیکٹ انہیں بھیجا ہے۔ ابھی تک آپ زندہ ہیں۔

لنڈن ۱۲ مئی - انڈین سوراج لیگ نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ ٹریڈ یونین اور لیبر پارٹی کی تحاریک سے تعاون کرتے ہوئے انڈین پولیٹیکل کانفرنس کا پانچواں اجلاس جولائی میں برطانیہ میں منعقد کیا جائے توقع ہے۔ کہ اس اجتماع میں مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی شرکت کریں گے۔

جنیوا ۱۲ مئی - معاہدہ لوزان کے دستخط کنندگان ۲۲ جون کو مونٹ ریکس کے مقام پر دردانیال کی قلعہ بندی کے متعلق حکومت ترکیہ کی درخواست پر غور کرنے کے لئے جمع ہونگے۔

جنیوا ۱۲ مئی - لیگ کونسل اپنے اس حق پر قائم ہے۔ کہ اسے حبشہ کے معاملہ پر بحث کرنے کا اختیار ہے۔ اس نے حبشہ کو لیگ کا ممبر قرار دیا ہے۔ اس لئے حبشہ لیگ کی طرف سے حفاظت کا حق دار ہے۔

پیرس ۱۲ مئی - کچھ عرصہ ہوا ایک فرانسیسی ہوا باز ایک طیارے کو حبشہ لے جاتے ہوئے پراسرار طریق پر گم ہو گیا تھا۔ اور طیارہ وہ اطالیہ کے ایک ہوائی مستقر میں چھوڑ کر خود کہیں فرار ہو گیا تھا کل وہ اپنے ہوائی مستقر میں واپس پہنچ گیا۔ اور اسے فوراً گرفتار کر لیا گیا۔

رنگون ۱۲ مئی - رنگون یونیورسٹی کی ہڑتال کرنے والی ایسوسی ایشن نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں بیان کیا ہے کہ اس شرط پر ہڑتال ختم کر دی جائے گی۔ کہ یونیورسٹی ہڑتال میں حصہ لینے والے طلبا کو کسی قسم کی سزا نہ دے۔ اور سکولوں کے طلبا کو امتحانوں میں شامل ہونے کی اجازت ہو۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا - اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی